گوشۂ فقہاء

فقیہہ ابوالحسن علی بن ابوبکر مرغینانی

نام ونسب:

علی نام، ابو الحسن کنیت، برہان الدین لقب اور والد ابوبکر ہیں۔ شجرہ نسب یہ ہے۔ ابوالحسن علی ابی بکر عبدالجلیل بن الخلیل ابی بکر حبیب۔ سلسلہ نسب سیدنا ابوبکر صدیق ﷛ سے ملتا ہے۔ آپ کی پیدائش ۸/رجب المرجب ۵۱۱ھ میں دوشنبہ کو عصر کے بعد ہوئی ۵۴۴ھ میں آپ زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔

وطن عزیز:

عام طور پر آپ کا وطن مرغینان ہی بتایا جاتا ہے، جو مراغہ کا ایک قصبہ ہے لیکن صاحب ہدایہ کے ہم وطن بادشاہ بابر نے ''تزک'' میں صاحب ہدایہ کے گاؤں کا نام ''رشدان'' بتایا ہے، جو مرغینان کے تعلقہ میں تھا۔ صاحب مفتاح السعادۃ نے بھی مرغینانی کے بعد نسبت میں رشدانی بڑھایا ہے۔

تحصیل علوم:

صاحب ہدایہ نے اپنے دور کے ان اساطین امت سے علوم کی تحصیل کی تھی جو ہر فن میں مرجع خلائق تھے، جن کے اسماء کی ایک طویل فہرست جس کو مشیخہ کہتے ہیں، بقول حافظ عبدالقادر قریشی صاحب جواہر مضیہ خود صاحب ہدایہ نے مرتب کی ہے جس میں اپنے شیوخ اور ان کی مرویات کو جمع کیا ہے چند خاص اساتذہ کے اسماء گرامی ہی ہیں:

اساتذہ وشیوخ:

مفتی الثقلین نجم الدین ابوحفص عمر بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن لقمان النسفی متوفی ۵۳۷ھ مشیخہ مذکور کو انہی کے ذکر سے شروع کیا ہے، ان سے ان کی بعض تصانیف پڑھی ہیں اور

مسندات خصاف کا سماع کیا ہے، ابو اللیث احمد بن حفص عمر النسفی متوفی ۵۴۷ھ، ابو الفتح محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد ابی توبہ الشہینی المروزی، ان سے صحیح بخاری کا اکثر حصہ پڑھا ہے ضیاء الدین محمد بن الحسین بن ناصر بن عبدالعزیز البندنجی، ان سے فقہ پڑھا اور صحیح مسلم کی اجازت حاصل کی ہے۔ محمد بن الحسن بن مسعود بن الحسن ان سے امام طحاوی کی شرح آثار کی اجازت حاصل کی ہے، شیخ الاسلام ضیاء الدین ابو محمد صاعد بن اسعد بن اسحاق بن محمد بن امیرک المرغینانی۔ ان سے مرغینان میں ترمذی شریف پڑھی ہے، شیخ عثمان بن ابراہیم بن علی بن نصر بن اسماعیل الخواقندی۔ ان سے کچھ فقہی مسائل پڑھے ہیں، ابوالبرکات صفی الدین عبداللہ بن محمد بن الفضل بن احمد بن احمد بن محمد الصاعدی الفرادی۔ ان سے نیشاپور میں بالمشافہہ اجازت مطلقہ ملی ہے۔ ابو محمد حسام الدین عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ مشہور بصدر الشہید متوفی ۵۳۶ھ، تاج الدین احمد بن عبدالعزیز بن عمر بن مازہ مشہور بصدر الشہید، قوام الدین احمد بن عبدالرشید بن الحسین البخاری متوفی ۵۹۹ھ، ابوعمر و عثمان بن علی بن محمد بن محمد بن علی البیکندی متوفی ۵۵۲ھ، ابوشجاع ضیاء الاسلام عمر بن محمد بن عبداللہ اللنجی البسطامی، شیخ الاسلام بہاؤ الدین علی بن محمد بن اسماعیل بن علی بن احمد بن محمد بن اسحاق السمرقندی الاسبیجابی متوفی ۵۳۵ھ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن البخاری متوفی ۵۴۶ھ، منہاج الشریعہ محمد بن محمد بن الحسین۔ قال صاحب الهدایه فی حقه لم ترعینی مثله والاعز منه ولا اوفر منه علما۔"

مکمل تصویر:

ان محترم ومقدس ہستیوں کے فیضان صحبت نے آپ کو کشور علم وفضل کا تاجدار بنا دیا۔ جس کی مکمل تصویر صاحب جواہر مضیہ نے اس طرح کھینچی ہے جس میں ان کے چہرہ فضل وکمال کا ایک ایک خدوخال نمایاں ہو جاتا ہے، فرماتے ہیں:

> "کان اماما، فقیها، حافظا، محدثا، مفسرا، جامعا للعلوم، ضابطا للفنون، متقنا محققا نظارا مدققا، زاهدا، ورعا بارعا، فاضلا، ماهرا، اصولیا ادیبا، شاعرا لم تر العیون مثله فی العلم والادب."

صاحب ہدایہ امام وقت، فقیہ بے بدل، حافظ دوراں، محدث زماں، مفسر قرآن، جامع علوم، ضابطہ فنون، پختہ علم، محقق، وسیع النظر، باریک بین، عابد و زاہد، پرہیزگار، فائق الاقران، فاضل

الاعیان ماہر فنون، اصولی، بے مثل ادیب اور بے نظیر شاعر تھے۔ علم و ادب میں آپ کا ثانی نہیں دیکھا گیا۔

آپ کے ہم عصر علماء امام فخرالدین قاضی خاں، صاحب محیط و ذخیرہ محمود بن احمد بن عبدالعزیز، شیخ زین الدین ابونصر احمد بن محمد بن عمر عتابی اور صاحب فتاویٰ ظہیریہ محمد بن احمد بخاری وغیرہ نے آپ کے فضل و تقدم کا اقرار کرتے ہوئے داد قابلیت پیش کی ہے۔ قال عبدالقادر القرشی "اقرله اهل مصره بالفضل والتقدم."

صاحب ہدایہ کا عالی مقام:

ابن کمال پاشا نے آپ کو اصحاب ترجیح میں گنا ہے۔ جن کی کارگزاری صرف اتنی ہی ہوتی ہے کہ صاحب مذہب سے جو مختلف روایتیں ہوں ان میں سے کون افضل ہے اور کون مفضول اس کو بتاتے ہیں۔ کقولهم هذا اصح روایت، هذا اوفق بالناس. لیکن اکثر علماء نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ آپ کی شان قاضی خاں سے کم نہیں۔ چنانچہ خود قاضی خاں اور زین الدین عتابی سے منقول ہے کہ صاحب ہدایہ فقہ میں اپنے ہم عصروں پر فوقیت رکھتے تھے۔ بلکہ اپنے اساتذہ سے بھی سبقت لے گئے تھے۔ نیز نقد دلائل و استخراج مسائل کا جو ملکہ آپ کو حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں پس انصاف یہ ہے کہ آپ کو مجتہدین فی المذہب کے زمرہ میں شمار کیا جائے، جس میں امام ابو یوسف اور امام محمد تھے۔

درس و تدریس:

باب افادہ و درس بہت وسیع تھا۔ شیخ الاسلام جلال الدین محمد، نظام الدین عمر شیخ الاسلام عمادالدین بن ابی بکر، شمس الائمہ محمد بن عبدالستار بن محمد کروری، جلال الدین محمود بن الحسین، شیخ الاسلام الاشتر دشنی برہان الاسلام زرنوجی، قاضی القضاہ محمد بن علی بن عثمان سمرقندی جیسے آفتاب و ماہتاب آپ ہی کے دامن تربیت سے فیضیاب ہیں، صاحب جواہر مضیہ نے قاضی عمر بن محمود بن محمد کے حالات میں بحوالہ صاحب ہدایہ لکھا ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ میرے پاس رشدان سے تحصیل فقہ کے لئے آئے اور ایک مدت تک میرے درسی وظائف کی پوری پابندی کرتے رہے، جب واپسی

کا ارادہ کیا تو میرے پاس یہ اشعار لکھے۔

ایاذا الذی ذاق الانام جمیعها — و حاز اسالیب العلی والمحامد
و انت عدیم المثل لا زالت باقیا — و انت جمیع الناس فی ثوب واحد
و انت الذی علمتنی سور العلی — و انت الذی ربیتنی مثل والد
ارید ارتحالا من ذراک ضرورة — فهل منک اذن یا کبیر الا ماجد
فان طال الباث الغریب ببلدة — فلا بدیوما ان یکون بعائد

حاشیہ عنایہ، ص ۳/۱۹۴ پر ہے کہ سب سے پہلے ہدایہ کتاب خود ان کے مصنف سے علامہ شمس الائمہ کردری نے پڑھی۔

بدأت سبق میں صاحب ہدایہ کا خاص طرزِ عمل:

صاحب ہدایہ کے تلمیذ خاص برہان الاسلام زرنوجی نے تعلیم المتعلم میں ذکر کیا ہے کہ ہمارے استاد (صاحب ہدایہ) کی خاص عادت تھی کہ آپ اسباق کی ابتداء بدھ کے روز کراتے تھے اور اس سلسلہ میں یہ حدیث روایت کرتے تھے "ما من شئی بدی یوم الاربعاء الاتم." ایسی کوئی چیز نہیں جو بدھ کے روز شروع کی جائے اور وہ پوری نہ ہو۔ امام صاحب کا بھی طرزِ عمل یہی تھا۔

صاحب ہدایہ نے یہ حدیث شیخ قوام الدین احمد بن عبدالرشید بن حسین بخاری سے بسند متصل روایت کی ہے۔ فوائد بہیہ میں ہے کہ بعض محدثین نے اس روایت کے متعلق کلام کیا ہے، چنانچہ شیخ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی نے "المقاصد الحسنة فی الاحادیث المشتهرة علی الالسنة میں کہا ہے کہ مجھے اس کی کوئی اصل نہیں ملی۔ نیز حدیث جابر ﷺ "یوم الاربعاء یوم نحس مستمر" (۱) کے معارض ہے۔ ملا علی قاری نے المصنوع فی معرفة الموضوع میں حدیث جابر کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ بدھ کا روز کفار کے حق میں نحس ہے جس کا مفہوم یہ نکلا کہ مؤمنین کے حق میں سعد ہے پس دونوں حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں۔ مولانا عبدالحئی صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث اول کے لئے ایک اور اصل تلاش کی ہے اور وہ یہ کہ امام بخاری نے (ادب میں) امام احمد و بزاء نے حضرت جابر ﷺ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد

۱۔ رواہ الطبرانی فی الاوسط۔

فتح میں پیر، منگل، بدھ تین ایام میں دعا کی اور بدھ کے روز ظہر وعصر کے درمیان دعا مقبول ہوئی۔

حضرت جابر ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے جب بھی کوئی امر مہم درپیش ہوا تو میں نے بدھ کے روز ظہر وعصر کے مابین دعا کی اور وہ مقبول ہوئی۔

علامہ سیوطی نے سہام الاصابۃ فی الدعوات المستجابۃ میں کہا ہے کہ اس کی اسناد جید ہے نورالدین علی بن احمد سمہودی نے ''وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ'' میں اس حدیث کو مسند احمد کی طرف منسوب کرنے کے بعد کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ پس اس حدیث سے یہ نکلا کہ بدھ کے روز میں ایک مستجاب ساعت ہے۔ اس لئے علماء نے بدھ کے روز اسباق کی ابتداء کو بہتر خیال کیا ہے۔ علاوہ ازیں صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ نے بدھ کے روز نور کی تخلیق کی اور ظاہر ہے کہ علم سراسر نور ہے۔ **فیقاس لتمامه ببدایته اذ یابی الله الا ان یتم نوره.**

وفات حسرت آیات:

صاحب ہدایہ نے ۱۴ر ذی الحجہ ۵۹۳ھ یا ۵۹۶ھ میں شب سہ شنبہ کو عالم آب وگل سے رشتہ حیات منقطع کیا اور سرزمین سمرقند میں یہ آفتاب علم وہدایت یہ کہتا ہوا کہ(۱)

چنیں قفس نہ سزائے چو من خوش الحانست　　　روم بگلشن رضواں کہ مرغ آں چمنم

ہمیشہ کے لئے روپوش ہوگیا۔ رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

کہا جاتا ہے کہ سمرقند میں تقریباً چار سونفوس مدفون ہیں جن میں سے ہر ایک کا نام محمد ہے۔

الباقیات الصالحات:

صاحب ہدایہ کے تین صاحبزادے تھے۔ عمادالدین، نظام الدین عمر، ابوالفتح جلال الدین محمد اور تینوں صاحب فضل وکمال اور والد ماجد سے تربیت یافتہ تھے۔ جلال الدین محمد نے ادب اور فقہ میں نام روشن کیا۔ عمادالدین نے کتاب ''ادب القاضی'' اور نظام الدین عمر نے ''جواہر الفقہ'' اور ''الفوائد'' وغیرہ کتابیں یادگار چھوڑیں۔

۱۔ ہدایہ گویا اس باب میں قرآن سے مشابہ ہے جس نے گزشتہ شرائع کی کتابوں کو منسوخ کر دیا۔ پس اس کتاب کو پڑھتے رہو اور اس کی خواندگی لازم کرلو، اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری گفتگو کجی اور غلطیوں سے پاک ہوجائے گی۔۱۲

تصانیف وتالیفات:

آپ کی تصانیف ہدایہ، کفایہ، منتقی، تجنیس، مزید، مناسک حج، نشر المذہب، مختارات النوازل، فرائض العثمانی، مختار الفتاویٰ وغیرہ نہایت گرانقدر نافع ومفید ہیں۔ بالخصوص ہدایہ تو آپ کا وہ مایہ ناز وبلند پایہ علمی شاہکار ہے جس کی نظیر آج تک دنیائے علم وفن کا کوئی فرزند پیش نہیں کرسکا۔

ہدایہ:

ہدایہ میں گو فقہ کے تمام مسائل نہیں ہیں اوران مختصر جلدوں میں فقہ جیسے بحر ذخار علم کا سمانا مشکل کیا ہے بھی ناممکن۔ لیکن دماغ کی جتنی ورزش، اس کی عجیب وغریب سہل ممتنع عبارتوں سے ہوتی ہے میں نہیں جانتا کہ اس مقصد کے لئے ہدایہ سے بہتر کتاب مسلمانوں کے پاس موجود ہے۔ ہدایہ کے پڑھنے والے کجراہی اور غلط روی کے شکار نہیں ہوسکتے۔ خود صحیح سوچنے اور دوسرے کے کلام کے صحیح مطلب کے سمجھنے کا جتنا اچھا سلیقہ یہ کتاب پیدا کرسکتی ہے عام کتابوں میں اس کی نظیر مشکل ہی سے ملتی ہے پس کسی شاعر کا اس قطعہ میں:

ان الهداية كالقرآن قد نسخت ما صنفو قبلها في الشرع من كتب
فاحفظ قرأتها والزم تلاوتها يسم مقالك من زيغ ومن كذب

مبالغہ نہیں بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔ وكذا في انشاد عمادالدين ابن صاحب الهداية.

كتاب الهداية يهدى الهدى الى حافظيه و يجلوا العمے
فلازمه واحفظ يا ذا العجے فمن ناله نال اقصے المنے

تالیف ہدایہ:

صاحب کتاب نے اپنی تصنیف ہدایہ کے دیباچہ میں کہا ہے کہ شروع ہی سے میرے دل میں یہ بات آتی تھی کہ فقہ میں کوئی کتاب ایسی ہونی چاہئے جو صغیر الحجم ہونے کے ساتھ ساتھ ہر نوع کے مسائل پر حاوی ہو۔ حسن اتفاق کہ چند دن بعد ہی میں نے امام قدوری کی مختصر پائی، جو اپنی نظیر آپ ہے۔ ادھر میں نے جامع صغیر کے حفظ وضبط کا غایت درجہ اہتمام دیکھا تو میں نے ان دونوں کا

انتخاب کر کے جامع صغیر کی ترتیب پر ایک کتاب ہدایۃ المبتدی کے نام سے تصنیف کی۔ اگر توفیق شامل حال رہی تو اس کی شرح بھی لکھوں گا جس کا نام کفایۃ المنتہی ہوگا۔

صاحب مفتاح السعادۃ لکھتے ہیں: "شرحها شرحافی نحو ثمانين مجلدات و سماء كفايت المنتهی." کہ حق تعالیٰ کی طرف سے آپ کو شرح کی توفیق ہوئی اور آپ نے اسی جلدوں میں ان کی شرح لکھی جس کا نام کفایۃ المنتہی ہے۔ پھر اس شرح کا اختصار کیا جس کو ہدایہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ جس صاحب ترجمہ حنفی عالم کی ہدایہ اور کفایہ نام سے ہے اسی طرح حنابلہ میں ابوالخطاب کی ہدایہ اور شافع میں سے شیخ نجم الدین بن الرفعہ کی بکفایہ بھی انہی ناموں سے مشہور ہے۔

زمانہ تالیف:

موصوف نے ماہ ذیقعدہ ۵۷۳ھ میں بروز چہار شنبہ بعد نماز ظہر ہدایہ کی تصنیف شروع کی اور پوری عرق ریزی و جانکاہی کے ساتھ مسلسل تیرہ سال تک اس طرح مصروف رہے کہ ہمیشہ روزہ رکھتے اور اس کی بھی کوشش کرتے کہ کسی کو روزہ کی اطلاع نہ ہو۔ چنانچہ خادم کھانا رکھ کر چلا جاتا اور آپ کسی طالب علم کو بلا کر کھلا دیتے۔ خادم واپس آتا اور برتن خالی دیکھ کر خیال کرتا کہ کھانے سے فارغ ہو چکے۔

ہدایہ کی اہمیت:

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری نے علامہ زیلعی کی نصب الرایہ کے مختصر سے پیش نامہ میں حضرت علامہ کشمیریؒ کا قول براہِ راست ان ہی سے سن کر نقل کیا ہے کہ ابن ہمام کی فتح القدیر جیسی کتاب لکھنے کے لئے اگر مجھ سے کہا جائے تو یہ کام کر سکتا ہوں، لیکن اگر ہدایہ جیسی کتاب لکھنے کا مطالبہ کیا جائے تو "ہرگز نہیں کے سوا اس کا کوئی جواب میرے پاس نہیں ہے۔" مولانا مناظر احسن گیلانی فرماتے ہیں کہ غالباً خاکسار سے بھی حضرت شاہ صاحب نے یہی فرمایا تھا۔ شاہ صاحب کی جانب اس مفہوم کی نسبت ان الفاظ میں بھی کی جاتی ہے کہ "الحمدللہ میں ہر کتاب کے مخصوص طرز پر کچھ نہ کچھ لکھ سکتا ہوں لیکن چار کتابیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ قرآن عزیز، بخاری شریف، مثنوی اور

ہدایہ۔" علامہ کشمیری کی جلالت شان سے جو واقف ہیں وہ ان کے اس قول کے وزن کو محسوس کر سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صاحب ہدایہ کی وفات پر ساڑھے سات سو سے زیادہ زمانہ گزر چکا مگر ہدایہ آج بھی اسی طرح نصاب میں باقی ہے۔ وجہ یہی ہے کہ جن مقاصد کے پیش نظر یہ کتاب نصاب میں داخل کی گئی ہے فقہ حنفی میں کوئی دوسری کتاب اب تک ایسی تصنیف ہی نہیں ہوئی جو اس کی قائم مقامی کر سکے۔

حفاظ ہدایہ:

شیخ محی الدین عبدالقادر قرشی نے الجواہر المضیہ میں شمس الدین محمد بن الحسن حلبی کے حالات میں لکھا ہے کہ یہ صغرسنی میں کتاب ہدایہ کو ازبر کر چکے تھے، حفظ کے بعد انہوں نے فقہاء کی ایک جماعت کو ہدایہ سنائی جن میں علامہ ابوحفص عمر بن الوردی بھی ہیں۔ انہوں نے مختلف مقامات سے ہدایہ کو سن کر مذکورہ ذیل عبارت میں اجازت نامہ لکھ کر مرحمت کیا۔

> اما بعد حمدلله علی حسنالبداية والصلوٰة علی نبيه محمد الموصوف فی الکتب بما فيه الکفايته و علی آله و اصحابه سفن النجاة و نجوم الهدايته فقد عرض علی الفاضل اللبيب شمس الدين محمد بن الحسن الحنفی من کتاب الهدايته مواضع متوافرة اوائله و اواسطه و اواخره، فجری فيه بلسان رطب فصيح جری من جمع (يعنی طرفيه بالياء والنون و هذا جمع السلامته و بالفاء والواو و هذا جمع الصحيح) فهو نجيب من نجيب لابل عجيب من عجيب لابل علم من علم ومن يشابه اباه فما ظلم، فالله تعالٰی يرزقه العلم والعمل بما فی الکتاب، وغيره بدع المحمد بن الحسن ان يعد من اعيان الاصحاب، حرر ذلک فی منتصف شعبان سنته اربع و اربعين و سبع مائته.

نیز شہاب الدین محمود بن ابی بکر بن عبدالقاہر متوفی ۶۸۰ھ کے متعلق لکھا ہے کہ یہ بھی ہدایہ کے حافظ تھے۔

احادیث ہدایہ کے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ:

صاحب ہدایہ نے مسائل کے سلسلہ میں جن احادیث و آثار سے استدلال کیا ہے بعض حضرات کو ان کے متعلق ضعف کا اور صاحب ہدایہ کی قلت نظر کا شبہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ شیخ عبدالحق صاحب دہلوی نے بھی ان کی نسبت اپنے خیالات کا اظہار ان لفظوں میں کیا ہے۔

وکتاب ہدایہ کہ در دیار مشہور و معتبر ترین کتابہا است نیز درین وہم انداختہ چہ مصنف وے در اکثر بنائے کار بر دلیل معقول نہادہ واگر حدیثے آوردہ نزد محدثین خالی از ضعفے نہ، غالبا اشتغال آن استاد در علم حدیث کمتر بودہ است ولیکن شرح شیخ ابن الہمام جزاہ اللہ خیر الجزاء تلافی آں نمودہ وتحقیق کار فرمودہ است۔ (شرح سفر السعادہ، ص ۲۳)

اور کتاب ہدایہ نے بھی جو اس دیار میں مشہور اور معتبر ترین کتابوں میں سے ہے اس وہم میں (کہ مذہب شافعی بہ نسبت مذہب حنفی حدیث کے زیادہ موافق ہے) ڈال دیا ہے کیونکہ اس کے مصنف نے بیشتر دلیل عقلی ہی پر بنا رکھی ہے اور جو حدیث لاتے ہیں وہ محدثین کے نزدیک ضعف سے خالی نہیں ہوتی۔ غالباً ان کا شغل علم حدیث سے کم رہا ہے۔ لیکن شیخ ابن الہمام کی شرح ہدایہ نے اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے، اس کی تلافی کر دی ہے اور انہوں نے تحقیق سے کام لیا ہے۔

حالانکہ نہ تو صاحب ہدایہ کا شغل علم حدیث کم تھا بلکہ وہ خود بڑے محدث اور حافظ حدیث تھے، اور نہ جو حدیثیں وہ بیان کرتے ہیں وہ ضعیف ہیں کیونکہ وہ سب ائمہ متقدمین کی کتابوں سے منقول ہیں بلکہ بات یہ ہے کہ جس طرح امام بغوی نے مصابیح السنۃ میں اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں اپنے ائمہ کی کتابوں پر اعتماد کرتے ہوئے بلا حوالہ وسند درج کیا ہے اسی طرح صاحب ہدایہ نے متقدمین ائمہ پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی روایات کو اپنی تصنیف میں جگہ دی ہے۔ بعد میں فتنہ تاتار میں متقدمین کا علمی سرمایہ بہت کچھ ضائع ہوگیا اور بہت سی کتابیں جو پہلے متداول تھیں اب فتنہ میں بالکل یہ معدوم ہوگئیں۔ اب ارباب تخریج نے ان روایات کو متقدمین ائمہ کی تصانیف میں تلاش کرنے کی بجائے ان کتابوں میں تلاش کیا ہے جو ان کے عہد میں تھیں۔ اسی لئے ان کو متعدد روایات کے متعلق یہ کہنا پڑا کہ یہ روایت ہم کو ان لفظوں میں نہ مل سکی۔ ورنہ ظاہر ہے کہ بہت سی روایات کے متعلق حافظ زیلعی اور حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہ مخرجین احادیث ہدایہ بصراحت

لکھتے ہیں کہ ہم کو نہ مل سکیں، حالانکہ وہ روایات کتاب الآثار اور مبسوط امام محمد وغیرہ میں موجود ہیں اور یہ کچھ ہدایہ ہی کی خصوصیت نہیں خود صحیح بخاری کی تعلیقات میں بھی بہت سی ایسی روایتیں موجود ہیں جن کے بارے میں حافظ ابن حجر نے یہی تصریح کی ہے جس کی اصل وجہ وہی ائمہ متقدمین کی کتابوں کا فقدان ہے۔ ورنہ امام بخاری یا صاحب ہدایہ کی شان اس سے کہیں بڑھکر ہے کہ ان کے متعلق کسی نے اصل روایت کے بیان کرنے کا شبہ بھی ظاہر کیا ہو۔ ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حدیث ثابت ہو اور حافظ ابن حجر "لم نقف" یا "لا ادری" کہیں جب کہ حافظ ابن حجر کی وسعت نظر اور کثرت اطلاع مسلمات میں سے ہے۔ جواب یہ ہے کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ وسیع النظر ہونے سے محیط العلم ہونا تو لازم نہیں ہے۔ آخر یہی حافظ ابن حجر ہیں جنہوں نے "المجمع الموسس" میں امام فخر الدین رازی کی نرینہ اولاد کی نفی کی ہے اور کہا ہے "ولا بلغنا من کلام احد من المؤرخین انہ کان للامام ولد ذکر۔" حالانکہ مدینۃ العلوم، طبقات کفوی، تاریخ یافعی اور تاریخ ابن خلکان وغیرہ میں محمد اور محمود دو صاحبزادوں کی تصریح موجود ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ تاریخ ابن خلکان میں تو یہ بھی ہے کہ ان دونوں کی شادی شہر رے کے ایک بہت بڑے مالدار اور حاذق طبیب کی دو صاحبزادیوں کے ساتھ ہوئی تھی۔ بہرحال حافظ ابن حجر کے لا ادری کہنے سے اصل حدیث کا عدم لازم نہیں آتا بلکہ یہ موصوف کے عدم علم پر مبنی ہے۔ چنانچہ علامہ زین الدین قاسم بن قطلوبغا نے "منیت الا لمعی فی مافات من تخریج احادیث الھدایتہ للزیلعی." میں ان احادیث کی بھی تخریج کر دی ہے۔ جن کے بارے میں حافظ ابن حجر نے "لم اجدہ" کہا ہے۔

درس ہدایہ میں صحیحین سے استدلال:

ہدایہ کی جن حدیثوں کے نیچے ارباب حواشی غریب جدا، نادر جدا کے الفاظ لکھ دیا کرتے ہیں یہ غرابت و ندرت صرف لفظی حد تک ہے، ورنہ اگر الفاظ سے قطع نظر کر لیا جائے تو ان ہی حدیثوں کے مفہوم اور مفاد کو اکثر و بیشتر صحاح کی حدیثوں کے الفاظ سے ثابت کیا جا سکتا ہے، چنانچہ سیر الاولیاء میں مولانا فخر الدین زرداری کے متعلق لکھا ہے کہ یہ چاشت کی نماز کے بعد ہدایہ کا درس دیا کرتے تھے۔ ایک دن کا واقعہ جو خود میر خورد کا چشم دید ہے درج کرتے ہیں کہ مولانا حسب دستور ہدایہ پڑھا رہے تھے کہ:

روزے آں عالم ربانی مولانا کمال الدین سامانی کی از مشاہیر علماء شہر بود بدیدن سلطان المشائخ آمد چوں از خدمت سلطان المشائخ بازگشت سبب فرط اتحادیکہ بخدمت مولانا فخر الدین داشت دریں مجلس حاضر شد۔

ایک دن عالم ربانی مولانا کمال الدین سامانی جو مشاہیر علماء میں تھے سلطان المشائخ کی زیارت کو تشریف لائے جب وہاں سے واپس ہوئے تو اس تعلق کی وجہ سے جو انہیں مولانا فخر الدین سے تھا اس مجلس میں حاضر ہوئے۔

مولانا فخر الدین نے ان کو دیکھ کر ہدایہ پڑھانے کا طرز عجیب طریقہ سے بدل دیا، میر خورد لکھتے ہیں کہ:

چوں خدمت مولانا کمال الدین دید تمسکات ہدایہ را ترک وادہ با احادیث صحیحین تمسک می داد۔

جب مولانا کمال الدین کی خدمت دیکھی تو ہدایہ کی حدیثوں کو چھوڑ کر صحیحین کی حدیثوں سے استدلال فرمانے لگے۔

یعنی حنفی مذہب کے مسائل کی تائید میں صاحب ہدایہ جن حدیثوں کو عموماً پیش کرتے ہیں مولانا فخر الدین نے بغیر کسی سابقہ تیاری کے اچانک ایک مقام سے جہاں سبق ہو رہا تھا یہ رنگ بدلا کہ صاحب ہدایہ کی پیش کردہ دلیلوں کو چھوڑ کر حنفی نقطہ نظر کی تائید میں صحیحین کی حدیثیں پیش کرنی شروع کر دیں۔

شروح وحواشی ہدایہ:

(۱) النہایہ: شیخ حسام الدین حسین بن علی بن الحجاج بن علی معروف بالصعناقی الحنفی متوفی ۷۱۰ھ۔
علامہ سیوطی نے "طبقات النحاۃ" میں ذکر کیا ہے کہ یہ ہدایہ کی سب سے پہلی شرح ہے۔

(۲) حاشیہ ہدایہ: از شیخ جلال الدین عمر بن محمد بن عمر الخبازی التوفی ۶۹۱ھ۔

(۳) خلاصۃ النہایۃ فی فوائد الہدایۃ: محمود بن احمد قونوی متوفی ۷۷۰ھ نے شرح مذکور کا خلاصہ کیا ہے جو ایک جلد میں ہے۔

(۴) الفوائد: حمید الدین علی بن محمد الضریر بخاری۔ متوفی ۶۶۷ھ کی تصنیف ہے اور دو جزوں میں ہے۔ بعض حضرات کا بیان ہے کہ ہدایہ کی سب سے پہلی شرح یہی ہے۔

(۵) معراج الدرایۃ الی شرح الہدایۃ: شیخ قوام الدین محمد بن محمد بخاری کا کی متوفی ۷۴۹ھ کی تصنیف ہے۔

(۶) نہایۃ الکفایۃ فی درایۃ الہدایۃ: از شیخ ابوعبداللہ تاج الشریعہ عمر بن صفور الشریعہ الاول عبیداللہ المحبوبی الحنفی۔

(۷) الغایۃ: شیخ ابوالعباس احمد بن ابراہیم بن عبدالغنی بن ابی اسحاق السروجی ۷۱۰ھ کی تصنیف ہے جو ناتمام ہے کتاب الایمان تک چھ ضخیم جلدوں میں ہے جس کا تکملہ قاضی سعدالدین محمد دیری متوفی ۸۶۷ھ نے کتاب الایمان سے لکھا ہے۔

(۸) حواشی ہدایہ: از نجم الدین ابوطاہر اسحاق بن علی بن یحییٰ متوفی ۷۱۱ھ۔ دو جلدوں میں ہے اور فوائد نفیسہ سے مشحون ہے۔

(۹) شرح ہدایہ: از شہاب الدین احمد بن حسن مشہور بابن الزرکشی متوفی ۷۳۸ھ۔

(۱۰) غایۃ البیان و نادرۃ الاقران: شیخ قوام الدین امیر کاتب عمید ابن امیر عمر الاتقانی الحنفی متوفی ۸۵۸ھ کی تصنیف ہے۔

(۱۱) الکفایہ شرح الہدایۃ: از جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی الکرلانی۔

(۱۲) الکفایہ شرح الہدایۃ: از علاؤالدین علی بن عثمان المارد ینی الترکمانی متوفی ۸۵۰ھ۔

(۱۳) فتح القدیر للعاجز الفقیر: شیخ کمال الدین محمد بن عبدالواحد السیواسی معروف بابن الہمام الحنفی المتوفی ۸۶۱ھ کی مبسوط و مفصل، محقق و معتمد اور بے نظیر شرح ہے۔

(۱۴) التوشیح: سراج الدین عمر بن اسحاق الہندی المتوفی ۷۷۳ھ۔ حافظ اس شرح کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں "**وھو مطول ولم یکفل**" یہ بڑی طویل شرح ہے۔ اگرچہ مکمل نہ ہوسکی۔

(۱۵) شرح ہدایۃ: یہ بھی شیخ سراج الدین ہی کی ہے جو چھ جلدوں میں ہے طاش کبری زادہ نے اس شرح کی خصوصیت یہ بیان کی ہے کہ **ھو علی طریق الجدل** اس میں جدل (بحث) کا طریقہ اختیار کیا ہے، گویا یہ استدلالی شرح ہے۔

(۱۶) العنایہ: از شیخ اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی الحنفی متوفی ۷۸۶ھ بہت عمدہ شرح ہے۔

(۱۷) شرح ہدایۃ: از شیخ علاؤالدین علی بن محمد بن حسن الخلاطی المتوفی ۷۵۸ھ۔

(۱۸) النہایہ شرح ہدایہ: از قاضی بدرالدین محمود بن احمد العینی المتوفی ۸۵۵ھ بہت عمدہ شرح ہے۔

(۱۹) نہایۃ النہایہ: از شیخ محب الدین محمد بن محمد بن محمد بن محمود معروف بابن الشحنہ الحلبی المتوفی ۸۹۰ھ فصل غسل تک پانچ جلدوں میں ہے۔

(۲۰) شرح ہدایہ: از شیخ ابوالکلام احمد بن حسن التبریزی الجاربردی الشافعی المتوفی ۷۴۶ھ۔

(۲۱) شرح ہدایہ: از شمس الدین محمد بن عثمان بن الحریری المتوفی ۷۲۸ھ۔

(۲۲) شرح ہدایہ: از شیخ احمد بن مصطفیٰ معروف بطاش کبری زادہ متوفی ۹۶۸ھ نامکمل ہے۔

(۲۳) شرح ہدایہ: از شیخ علی بن محمد معروف بمصفک متوفی ۸۷۵ھ کتاب البیع تک ہے۔

(۲۴) شرح ہدایہ: از شیخ عبدالحلیم بن محمد معروف باخی زادہ متوفی ۱۰۱۳ھ۔

(۲۵) ارشاد الروایہ فی شرح الہدایہ: از شیخ مصلح الدین مصطفیٰ بن زکریا بن ابی دوغمش القرمانی متوفی ۸۰۹ھ۔

(۲۶) زبدہ الدرایہ شرح ہدایہ: از قاضی عبدالرحیم بن علی الآمدی۔

(۲۷) شرح ہدایہ: از شیخ بن عبدالحق ابراہیم بن علی بن احمد بن علی بن یوسف بن ابراہیم الدمشقی متوفی ۷۴۴ھ یہ غالباً نامکمل ہے۔

(۲۸) شرح ہدایہ: از تاج الدین ابومحمد احمد بن عبدالقادر الحنفی متوفی ۷۴۹ھ۔

(۲۹) شرح ہدایہ: از سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ۔

(۳۰) سلالۃ الہدایہ: از شیخ ابراہیم بن احمد الموصلی، میر سید شریف کی شرح کا اختصار ہے۔

(۳۱) الدرایہ شرح ہدایہ: از شیخ ابوعبداللہ محمد بن مبارک شاہ بن محمد الملقب بمعین الہروی۔

(۳۲) شرح ہدایہ: از شیخ ابوبکر تقی الدین بن محمد الحصنی المتوفی ۸۳۹ھ۔

(۳۳) شرح ہدایہ: از شیخ نجم الدین ابراہیم بن الطرطوسی الحنفی المتوفی ۷۵۸ھ۔

(۳۴) شرح ہدایہ: از شیخ حمیدالدین المتخلص بابن عبداللہ الہندی الدہلوی، عمدہ شرح ہے مگر ناتمام ہے۔

(۳۵) شرح ہدایہ: از الہداد جونپوری تلمیذ مولانا عبداللہ تلمبنی چند جلدوں میں ہے۔

(۳۶) عین الہدایہ (اردو) از مولانا امیر علی صاحب یہ کئی ضخیم جلدوں میں ہے۔

تجریدات الہدایہ:

(۱) عدۃ اصحاب الہدایہ والنہایۃ فی تجرید مسائل الہدایہ: از شیخ کمال الدین محمد بن احمد ہدایہ میں جو

مسائل بضمن دلائل مذکور ہیں ان سب کو دلائل سے مجرد کر کے جمع کیا ہے اور ضرورت کے مطابق کہیں تشریح بھی کی ہے۔

(۲) الرعایہ فی تجرید مسائل الہدایہ: از شیخ ابو المليح محمد بن عثمان معروف بابن اقرب التوفی ۷۷۴ھ

تخاریج احادیث ہدایہ:

(۱) العنایۃ فی تخریج احادیث الہدایہ: از شیخ محی الدین عبدالقادر بن محمد القرشی متوفی ۷۷۵ھ

(۲) نصب الرایہ الاحادیث الہدایہ: از شیخ جمال الدین یوسف الزیلعی التوفی ۷۶۲ھ

(۳) الدرایۃ فی منتخب احادیث الہدایہ: از شیخ احمد بن علی بن حجر العسقلانی التوفی ۸۵۲ھ علامہ زیلعی کی کتاب نصب الرایہ کا اختصار ہے۔

(۴) منیۃ الالمعی فی مافات من تخریج احادیث الہدایہ للزیلعی: از علامہ زین الدین قاسم بن قطلوبغا الحنفی۔

صاحب اکسیر پراز تقصیر:

علامہ زیلعی نے احادیث کشاف کی بھی تخریج کی ہے اور حافظ ابن حجر نے اس کی بھی تلخیص کی ہے۔ نواب صدیق حسن خاں نے اپنی کتاب ''الاکسیر فی اصول التفسیر'' میں اصل تخریج احادیث کشاف کو حافظ ابن حجر کی تالیف قرار دے کر جو کچھ اوصاف وفضائل اس کے لکھے گئے ہیں وہ سب تخریج ابن حجر کے ساتھ لگا دے اور اس کی تلخیص کو زیلعی کی طرف منسوب کر دیا حالانکہ یہ بات عقل ونقل ہر دو اعتبار سے غلط ہے نقلاً تو اس لئے غلط ہے کہ خود ابن حجر کی تلخیص میں حمد وصلوٰۃ کے بعد یہ عبارت ہے۔ ہذا تلخیص تخریج الاحادیث الواقعۃ فی الکشاف الذی خرجہ الامام ابو محمد الزیلعی لخصتہ مستوفیا لمقاصدہ غیر مخل بشیءٍ من فوائدہ اھ اور عقلاً اس لئے غلط ہے کہ حافظ ابن حجر حافظ زیلعی کی وفات سے گیارہ سال بعد پیدا ہوئے ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اصل کتاب تو حافظ ابن حجر بعد کو لکھیں اور حافظ زیلعی اس کی تلخیص پہلے ہی کر ڈالیں۔

نواب صاحب کی یہ ایک ہی غلطی نہیں بلکہ مولانا عبدالحئی صاحب نے ان کی تراجم و وفیات کے سلسلے میں اور بھی بہت سی غلطیاں گنائی ہیں حافظ ابن حجر کی درایہ تلخیص نصب الرایہ،

ہندوستان میں دومرتبہ چھپی ہے ایک مرتبہ اس کو بھی زیلعی کی طرف منسوب کردیا گیا مقصد یہی ہوگا کہ اصل تو حافظ ابن حجر کی ہے اور تلخیص زیلعی کی ہے حالانکہ واقعہ برعکس ہے یعنی اصل زیلعی کی ہے اور تلخیص ابن حجر کی ہے قال صاحب کشف الظنون عند ذکر الهداية و خرج الشيخ جمال الدين يوسف الزيلعي المتوفی ۷۶۲ھ احاديثه و سماه نصب الراية لاحاديث الهداية كذبخط السخاوی والخصه الشيخ احمد بن حجر العسقلانی و سماه الدراية فی احاديث الهدايه انتهی. (۱)

حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری کی کتاب

احکام القرآن

کی

پانچویں جلد شائع ہوگئی

﴿سورہ یوسف سے سورہ الکہف تک﴾

نہایت عرق ریزی سے مرتب کردہ اردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد کاوش، جس سے اردو داں طبقہ بآسانی استفادہ کرسکتا ہے۔طلبہ علوم اسلامیہ وعلماء کرام کے لئے یکساں کارآمد۔حوالہ جات سے مزین تحقیقی انسائیکلوپیڈیا۔

☆☆☆

شائع کردہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور کراچی

۱۔ مفتاح السعادة، الفوائد البهية، الجواہر المضیہ، کشف الظنون، نظام تعلیم وتربیت ابن ماجہ اور علم حدیث حدائق حنفیہ ۱۳۔